فوج کا خاص خیال رکھنا، کیوں کہ ان میں کافی لوگ کمزور ہیں، مجھے امید ہے کہ تم بنو حنیفہ کے علاقہ میں پہنچنے میں کامیاب ہوگے، جب تم وہاں داخل ہو تو بہت زیادہ چوکنا رہنا، اور جب تم ان سے صف آرا ہو تو جن ہتیاروں سے وہ لڑیں انہی سے تم بھی لڑنا، اگر وہ تیر چلائیں تو تم بھی تیر چلانا، وہ نیزوں سے لڑیں تو تم بھی نیزوں سے لڑنا اور اگر وہ تلواروں سے مقابلہ کریں تو تم بھی تلواروں سے مقابلہ کرنا اور اگر خدا تم کو فتح عطا کرے تو ان کے ساتھ رحم یا نرمی سے پیش نہ آنا، اور دیکھو تم سے کوئی ایسا فعل سرزد نہ ہو جس سے مجھے ملال ہو، میری ہدایت اور وصیت گوش ہوش سے سنو، جس گھر سے اذان کی آواز آئے وہاں تحقیق کئے بغیر چھاپہ نہ مارنا، اور جسے نماز پڑھتا دیکھو اس کو ہرگز قتل نہ کرنا، تم کو دھیان رہے خالد کہ خدا جیسا تمہارا ظاہر دیکھتا ہے ویسا ہی تمہارے باطن سے بھی باخبر ہے، تم کو یہ بھی یاد رہے، کہ تمہاری رعیت جیسا کرتے تمہیں دیکھے گی ویسا خود بھی کرے گی، کف علیہ اطرافك (؟) اپنی فوج کے آرام کا خیال رکھو، نامناسب باتوں سے ان کو ضرور روکو، تمہاری لڑائی اہل ارتداد سے (ہتیاروں سے نہیں) عمل کے ذریعہ ہے، اور اچھے عمل ہی سے ہم دشمن پر تمہاری فتح کی توقع کرتے ہیں جاؤ، خدا کی برکت تمہارے شامل حال رہے"

بُزاخہ[1] اور دوسرے محاذوں کو خالد بن ولیدؓ کی روانگی

مورخ کہتے ہیں کہ (باغیوں کے خلاف) خالد بن ولیدؓ نے جب بیش

---

[1] بزاخہ (شمال - مشرقی مدینہ) میں قبیلۂ اسد کا ایک نخلستان تھا۔ معجم البلدان یاقوت مصر ۱۹۰۶ء ۲/۱۶۱۔

قدمی کی تو عدیؓ بن حاتم ان کے ساتھ تھے، عدیؓ سے (ان کے قبیلہ) طیؑ کے ہزار جوان آ ملے تھے، خالدؓ نے بُزاخہ آکر کیمپ لگایا قبیلہ جدیلہ طیؑ کی ایک شاخ، اسلام سے منحرف تھا، عدی بن حاتم کا تعلق طیؑ کے ایک دوسرے خاندان غوث سے تھا، جب جدیلہ نے مرتد ہونے کا ارادہ کیا تو مکنف بن زید الخیل طائی ان کے پاس آتے اور کہا: کیا تم اپنی قوم کے ماتھے پر کلنک کا داغ لگانا چاہتے ہو، طیؑ کا ایک فرد تک باغی نہیں ہوا ہے اور ابوطریف عدی بن حاتم کے ساتھ طیؑ کے ہزار جوان اسلام کی وفاداری پر قائم ہیں، ان باتوں نے جدیلہ کے حوصلے پست کر دئے، جب خالد بن ولیدؓ بُزاخہ میں اترے تو انھوں نے عدیؓ بن حاتم سے کہا: ابوطریف کیا ہم جدیلہ کی خبر لینے نہ جائیں؟" عدیؓ: ابو سلیمان ایسا نہ کیجئے، آپ کو وہ سپاہی پسند ہے جو دونوں ہاتھوں سے آپ کے ساتھ لڑے یا وہ سپاہی جو ایک ہاتھ سے لڑے؟" خالد: وہ سپاہی جو دونوں ہاتھوں سے لڑے،" عدی: تو سمجھ لیجئے کہ جدیلہ میرا ایک ہاتھ ہے،" یہ سن کر خالد نے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی، عدی جدیلہ کے پاس گئے، اُن کی تلقین و ترغیب سے وہ مسلمان ہوگئے، عدی نے خدا کا شکر ادا کیا اور جدیلہ کے جوانوں کو لے کر خالدؓ کے کیمپ کی طرف روانہ ہوئے، خالدؓ نے ان کو آتا دیکھا تو وہ گھبرائے اور سمجھے کوئی دشمن لڑنے آرہا ہے، انھوں نے اپنی فوج کو مسلح ہونے کا حکم دے دیا، بعض لوگوں نے انھیں بتایا کہ یہ جدیلہ کے جوان ہیں جو (وفادار ہوکر) آپ کے لئے لڑنے آرہے ہیں، جدیلہ نے مسلمانوں کے قریب ذرا ہٹ کر اپنا کیمپ لگا لیا، خالد بن ولیدؓ ان کے پاس گئے، ان کی آمد

بھگت کی اور ان کے آنے پر خوشی کا اظہار کیا، جدیلہ کے لیڈروں نے اب تک الگ تھلگ رہنے پر معذرت کی اور خالدؓ سے کہا اب ہم آپ کی مرضی پر چلیں گے؛ خالدؓ نے ان کو جزائے خیر کی دعا دی۔ اس طرح قبیلۂ طیؒ کا کوئی فرد مرتد نہیں ہوا۔ اب خالدؓ عسکری ترتیب کے ساتھ روانہ ہوئے، عدیؓ نے ان سے درخواست کی کہ میری قوم کو ساری فوج سے آگے رکھئے، خالدؓ: ابو طریف، لڑائی قریب ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر تمھارے لوگوں کو آگے رکھوں گا تو گھمسان کی لڑائی کے وقت وہ منہ موڑ جائیں گے، اور ان کی دیکھا دیکھی ہمارے ساتھیوں کے بھی پیر اُکھڑ جائیں گے، اس لئے مجھے ان لوگوں کو آگے رکھنے دو جو شدائد جنگ کو جھیل سکتے ہیں، جن کی اسلامی خدمات دیرینہ ہیں اور جن کے سینوں میں سچی اسلامی لگن ہے، وهم من بقعاء حتى قدم اليمامة (؟) خالدؓ نے اپنے جاسوسوں کو حکم دیا کہ جہاں جہاں اُن کا گذر ہو وہاں دیکھیں کہ نماز کے وقت لوگ اذان دیتے ہیں یا نہیں، اگر اذان دیں تو ان کو مسلمان سمجھا جائے اور ان کو کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے۔

خالدؓ اور مسلمان اس جگہ پہنچے جہاں طُلَیحہ کا کیمپ تھا، اس کے لئے چمڑے کا ایک خیمہ لگایا گیا تھا، اور اس کی فوج خیمہ کے چاروں طرف پڑی ہوئی تھی، خالدؓ شام کے وقت وہاں پہنچے اور طُلیحہ کے کیمپ سے ایک میل دور یا اس کے لگ بھگ اپنا کیمپ لگایا، وہ اور صحابہ کی ایک جماعت گھوڑوں پر سوار ہو کر طلیحہ کے لشکر کے قریب آ کر رکے، خالدؓ نے کہا: طُلیحہ نکل کر ہمارے پاس آئے؛ طلیحہ کے فوجیوں نے

نے کہا: ہمارے نبی کا نام طلیحہ ہے، اس کو بگاڑو مت" طلیحہ کیمپ سے نکلا اور خالدؓ کے قریب آکر رکا۔ خالدؓ: ہمارے خلیفہ کا حکم ہے کہ ہم تمھیں دعوت دیں کہ خدا کی وحدت اور محمدؐ کے رسول ہونے کا اقرار کرو، اور از سر نو اسلام لاؤ، اگر تم ایسا کروگے تو ہم اپنی تلواریں نیام میں ڈال لیں گے"۔ طلیحہ: میں اقرار کرتا ہوں کہ اللہ یکتا اور بے شریک ہے اور میں اس کا رسول ہوں، خدا نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے اور ذوالنون (فرشتہ) میرے پاس (وحی لے کر) آتا ہے جس طرح محمدؐ کے پاس جبریل آتا تھا۔ رسول اللہؐ کے زمانہ میں طلیحہ نے دعوی کیا تھا کہ میرے اوپر ذوالنون کی معرفت وحی نازل ہوتی ہے اور رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ ذوالنون آسمان کے ایک بڑے فرشتہ کا نام ہے۔ (حلیف طلیحہ) عیینہ بن حصن فزاری نے طلیحہ سے کہا: اپنی نبوت کی کچھ کرامات دکھاؤ، تم اور ہم محمدؐ کی نبوت کی کرامات (وحی) تو دیکھ چکے"۔ طلیحہ: "اچھا، دکھاؤں گا"۔ جب خالد بن ولیدؓ مدینہ سے (اہل ردہ کی گوشمالی کرنے) روانہ ہوئے اس وقت طلیحہ نے جو ان کے اقدام سے ناواقف تھا، کچھ جاسوس بھیجے اور (اپنی قوم سے) کہا: تمھاری طرف مدینہ سے بنو نصر بن قعین کے دو سوار آرہے ہیں سفید داغ پیشانی اور کھروں والے گھوڑوں پر اور ان کے ساتھ ایک ممتاز عرب ہے (؟) لہذا تم بھی دو سوار (جاسوس) تیار کرو، چنانچہ دو سوار بھیجے گئے، ان کو راستہ میں خالدؓ کا ایک جاسوس ملا جس سے انھوں نے پوچھا: "کیا خبر ہے؟" جاسوس: "خالد بن ولید ایک فوج لے کر آرہے ہیں"۔ یہ دونوں، خالدؓ کے جاسوس کو لے

کر طلیحہ کے پاس آئے ۔ اس واقعہ سے طلیحہ کے متبعین کی گمراہی اور زیادہ بڑھ گئی (یعنی طلیحہ کی بنوت پر ان کا عقیدہ زیادہ راسخ ہوگیا) طلیحہ نے (فاتحانہ شان سے) کہا : ' دیکھ لو ' میں نے تم سے نہ کہا تھا (کہ مدینہ سے خالد کی قیادت میں فوج آرہی ہے)

طلیحہ نے خالدؓ کی دعوت ماننے سے انکار کر دیا تو وہ اپنے کیمپ واپس چلے گئے اور اُس رات مکنفؓ بن زید الخیل طائی اور عدیؓ بن حاتم کو جو مخلص اور پرجوش مسلمان تھے، کیمپ کی چوکیداری پر مامور کیا، دونوں نے مسلمانوں کی ایک چیدہ جماعت کے ساتھ رات بھر پہرہ دیا، صبح ہوئی تو خالدؓ نے لڑائی کے لئے فوج کی ترتیب درست کی، جھنڈے تقسیم کئے اور سب سے بڑا جھنڈا زیدؓ بن خطاب (برادر عمر فاروق) کو دیا، زیدؓ (مہاجرین کا) جھنڈا لے کر آگے بڑھ گئے اور ثابت بن قیسؓ انصار کا ۔ قبیلۂ طیؔ نے خواہش کی کہ ایک جھنڈا ہمارے لئے بھی دیا جائے، سپہ سالار نے ان کی خواہش پوری کی اور (ان کے لیڈر) عدیؓ بن حاتم کو ایک جھنڈا دیا ۔

مسلمانوں کی پیش قدمی کی خبر سن کر طلیحہ نے بھی اپنی فوج میدان جنگ کے لئے مرتب کرلی، خالد پا پیادہ صفیں درست کرنے لگے اور طلیحہ اپنی سواری پر بیٹھ کر ۔ جب صفیں ٹھیک ہوگئیں تو ان کو لے کر خالدؓ بڑھے اور طلیحہ کے قریب آ گئے، طلیحہ اپنی فوج کے چالیس بے ڈاڑھی مونچھ غلاموں کو جو بہادری اور سپہ گری میں اپنی مثال آپ تھے لایا اور ان کو میمنہ میں کھڑا کرکے کہا : پہلے یہاں تلوار کے جوہر دکھاؤ اور پھر میسرہ میں جا کر دکھانا، ان کی تلوار بازی سے مسلمان منتشر

ہو گئے، لیکن کوئی مرا نہیں، اس کے بعد طلیحہ نے اُن چالیسوں غلاموں کو میسرہ میں لا کھڑا کیا، ان کی تلوار بازی سے مسلمان پسپا ہو گئے۔

قبیلہ ہوازن کے ایک عرب نے جو جنگ میں موجود تھا بیان کیا کہ جب مسلمانوں کے پیر اکھڑے تو خالدؓ نے کہا: مجاہدین انصار! خدا سے ڈرو، خدا سے ڈرو!" اور یہ کہہ کر وہ فوج کے وسط میں گھس پڑے اور اپنا گھوڑا بڑھاتے ہی چلے گئے" اس پر فوجی لیڈروں نے احتجاج کیا: خدا سے ڈرو خالد، خدا سے ڈرو، تم سالار فوج ہو، تمھارے لئے اس طرح آگے بڑھنا (اور اپنی جان جوکھوں میں ڈالنا) مناسب نہیں" خالدؓ: بخدا میں یہ جانتا ہوں، لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مجھے مسلمانوں کی شکست کا دھڑکا ہو اور میں صبر سے بیٹھا رہوں" مورخ کلبی نے ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے جس کا تعلق قبیلۂ طئؓ سے تھا کہا کہ جب اُن چالیس غلاموں نے مسلمانوں پر حملہ کیا تو ایک طائی نے بآواز بلند کہا: خالد، سلمی اور اَجا (کے پہاڑوں میں[1]) بھاگ چلو" خالد: ہمارا ملجأ تو بس خدا ہے" پھر انھوں نے حملہ کر دیا اور بخدا اس وقت تک نہ لوٹے جب تک ان چالیسوں کا صفایا نہ کر دیا۔

جنگ بُزاخہ میں خالدؓ بن ولید دو تلواروں سے لڑے اور اتنا کہ دونوں ٹوٹ گئیں۔ پسپا ہونے کے بعد مسلمان لوٹے تو جنگ پھر گرم ہوئی۔ طلیحہ کا وزیر حَبَال بن ابی حَبَال گرفتار ہوا، مسلمانوں نے چاہا کہ اس کو ابوبکر صدیقؓ کے پاس بھیج دیں تاکہ وہ اس کی قسمت کا

---

[1] سلمی اور اَجا مدینہ سے نوے میل شمال میں دو پہاڑ ہیں، جن کے درمیان قبیلہ طئ کی بستیاں تھیں۔ معجم البلدان یاقوت مصر ۱۹۰۶ء ۱/۱۱۳

فیصلہ کریں، لیکن اس نے کہا: میری گردن اڑا دو، مجھے تمہاری یہ عنایت نہیں چاہیئے" چنانچہ اس کی گردن مار دی گئی۔

قاضی واقدی نے عبداللہ بن عمر کے حوالہ سے جو جنگ میں شریک تھے بیان کیا، میں نے دیکھا کہ طلیحہ کا جھنڈا سرخ رنگ کا ہے جس کو ایک اسدیؒ اٹھائے ہے، — خالدؓ اس کے پاس آئے اور حملہ کرکے اس کو قتل کر دیا، جھنڈے کا گرنا تھا کہ طلیحہ کی فوجیں بھاگ پڑیں، میں نے دیکھا کہ جھنڈے کو اونٹ، گھوڑے اور آدمی روند رہے ہیں، یہاں تک کہ اس کے پرزے ہو گئے۔ خدا خالدؓ بن ولید پر رحم فرماتے، ان کی کارگذاری اور جرأت قابل داد تھی، میں نے دیکھا کہ جنگ بُزاخہ میں وہ بذات خود لڑائی میں کود پڑے ہیں، اس پر لوگ ان کو ملامت بھی کرتے، اسی طرح میں نے جنگ یمامہ میں دیکھا کہ وہ خود لڑائی لڑ رہے ہیں، اگر کوئی اور ان کی جگہ ہوتا (تو صورت حال اتنی خطرناک تھی) کہ خود لڑنے سے کتراتا، جب وہ دشمن کی صفوں سے ہمارے پاس واپس آتے تو ان کی سانس پھولی ہوتی"۔ (باقی)

ؒ قبیلۂ اسد سے تعلق رکھنے والا۔

جارج برنارڈ شا

(عصر حاضر کا سب سے بڑا ادیب)

اس دور کے سب سے بڑے ادیب، ڈرامہ نویس اور مزاح نگار جارج برنارڈ شا کے سوانح حیات پر نہایت جامع اور مفصل کتاب جس میں دنیا کے اس سب سے بڑے اور اچھوتے ڈرامہ نویس کی خصوصیات زندگی کے ایک ایک پہلو کو نئے انداز سے سامنے لایا گیا ہے مطالعہ کے لائق کتاب، مؤلف ظ انصاری صاحب صفحات ۲۰۰ قیمت مجلد ...

ذکرِ مصحفی

(۳)

(جناب نثار احمد صاحب فاروقی۔ دہلی یونیورسٹی لائبریری۔ دہلی)

ولادت مصحفی کی ولادت کے سال کا تعین ابھی تک نہیں ہو سکا ہے۔ قدیم تذکرہ نگاروں میں تو یہ رواج تھا ہی نہیں کہ کسی کا سال ولادت و وفات تحقیق کرنے کے بکھیڑے میں پڑیں۔ بہت ہوا تو تالیفِ تذکرہ کے وقت اس کی عمر بتا دی یا اگر کوئی مادۂ تاریخ اچھا ہاتھ آ گیا ہے تو وہ درج کر دیا جس سے اتنا معلوم ہو گیا کہ کب انتقال ہوا۔ مصحفی کا سالِ وفات تو کئی مستند ذریعوں سے معلوم ہو جاتا ہے لیکن ان کی ولادت کب ہوئی اس میں ہنوز اختلاف باقی ہے۔ ہم یہاں مختلف شواہد کی روشنی میں اسی سے بحث کریں گے۔

مولانا حسرت موہانی نے سالِ ولادت ۱۱۶۴ھ/۱۷۵۰ء، عمر ۷۶ سال اور سالِ وفات ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۵ء قرار دیا ہے[۱]۔ ڈاکٹر مولوی عبدالحق کا خیال ہے کہ وہ ۱۱۴۱ھ/۱۷۲۸ء اور ۱۱۵۶ھ/۱۷۴۳ء کے درمیان کسی سال میں پیدا ہوئے اور ان کا استدلال یہ ہے کہ

> مصحفی نے تذکرۂ ریاض الفصحا میں اپنے حالات کے آخر میں لکھتے ہیں کہ اس وقت میری عمر ۸۰ برس کی ہے یہ تذکرہ ۱۲۲۱ھ میں شروع ہوا اور ۱۲۳۶ھ میں اختتام کو پہنچا اس حساب سے ان کی پیدائش ۱۱۴۱ھ اور ۱۱۵۶ھ کے درمیان واقع ہوتی ہے"[۲]

یہ غلط فہمی "قریب بہ ہشتاد" کے لفظ سے پیدا ہوئی ہے۔ چونکہ یہ فرض کر لیا گیا کہ مصحفی نے اپنا حال ریاض الفصحا میں ۱۲۳۶ھ میں لکھا ہے اور اس وقت ان کی عمر ۸۰ سال کے لگ بھگ ہوگی لہٰذا پیدائش

---

[۱] [illegible] ص ۱۷ [۲] مقدمہ ریاض الفصحا / الف۔

34082